رباعیات انیس و دبیر

جسمین

ہندوستان کے ان دونوں مشہور قادر الکلام معجز بیان

سخنوروں کی عزائیہ اور اخلاقی رباعیات کا قابل قدر انتخاب ہے

مرتبہ و منتخبہ

جناب مولوی محمد معین خان صاحب رسوا شاہجہانپوری

عبدالعزیز خان پبلشر کے اہتمام سے

کارخانہ عزیزی پریس آگرہ میں چھپا

دیباچہ

اقسام نظم مین رباعی ایک مشکل قسم ہے اِس کے لکھنے مین شاعر کو جو دشواری پیش آتی ہے اوس کو اہلِ کمال ہی خوب جانتے ہین ۔ غزل قصیدہ مخمس مسدس وغیرہ کا میدان فکر اسوا سطے بہت وسیع اور اختیاری ہے مگر رباعی کے چار مصرعون مین بڑے بڑے مضامین کی گنجایش مختصر اور کثیر المعنی الفاظ مین پیدا کرنا بندش اور نشست کی خوبیون سے آورد کو آمد کا ہم پایہ بنانا بڑے قادر الکلام اور کہنہ مشقون کا کام ہے مضمون خواہ اخلاقی ہو یا عرفانیہ نیچرل ہو یا شاعرانہ اگر آراستگی کے ساتھ رباعی کے لباس مین ہے قیامت سے کم نہین اوسکی برقی اثرات کو کسی باذاق دل سے پوچھیے ۔

میر انیس اور میرزا دبیر سے قبل شعراء اردو کے کلام مین رباعیات بہت ہی کم نظر آتی ہین جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ میر صاحب اور میرزا صاحب کے بیشتر اساتذہ نے یا تو اسطرف توجہ ہی نہین کی یا رباعی مین اظہار خیال کی دشواریات کو دیکھکر طبع آزمائی سے کنارہ کشی کرتے رہے ہین یہ کہنے مین بھی

تامل نہین کہ جب سے اردو شاعری نے ہندوستان مین رواج پایا ہے
اوسوقت سے لیکر موجودہ زمانہ تک اگر بے نظیر انتخاب کلام اُردو کا کُل ذخیرہ
دیکھا جائے تو رباعیات مین سب سے بڑا اور قابل قدر انہین دو بزرگون
کا حصّہ ہوگا۔

میر صاحب اور مرزا صاحب کے کلام مین جو خصوصیات ہین اون کے
دکھانے مین اہل لکھنؤ بہی خامہ فرسائی کرکے ضرورت سے زیادہ حق جانب
داری ادا کرچکے ہین اس لئے ہم کوئی طرفدارانہ پہلو اختیار کرکے مقابلہ اور
موازنہ کی بحث کو چھیڑنا ایک انتخاب کرنیوالے کے منصب کے خلاف سمجھتے
ہین اور اس کے ساتھہ ہی ان دونون بزرگون کے صاحب کمال اور
نادر الخیال ہونیکا بہی ہم اعتراف کئے بغیر نہین رہ سکتے یہ دوسری بات ہے
کہ میر صاحب کے کلام کی مقبولیت کا درجہ خاص نظرون مین کچھہ زیادہ ہو مگر یہ
بہی ہم ضرور کہین گے کہ جو میدان میر صاحب کے توسن طبع کا جولان گاہ تہا
اوسمین ہمسر مقابل بنکر قدم رکھنا اوس زمانہ مین صرف مرزا صاحب مرحوم
ہی کا کام تہا۔

مشہور تو یہ ہے کہ ان دونون بزرگون کا سبت سا کلام طبع نہین ہوا

جس قدر مطبوعہ ملتا ہے اوس کے ترتیب کچھہ باقاعدہ نہین عزائیہ رباعیات
کے علاوہ اخلاقی نعتیہ یا اور مختلف مضامین پر جو رباعیان ہین وہ بہی مجموعہ
مراثی کے ساتھہ منضبط ہین جسکی وجہ سے کل مجموعہ زیادہ تر مرثیہ خوانون ہی
کے ہاتھہ مین رہا اس کی نہایت ضرورت تھی کہ یہ بیش قیمت مضامین سخن
شناس نظرون کے سامنے ایک مختصر اور منتخب صورت مین پیش کئے جائین
فارسی مین جس خصوصیات کی وجہ سے رباعیات عمر خیام کو مقبولیت
کا درجہ ملا ہے اوسی انداز کو اگر بہ نظر شاعرانہ مضامین کی ندرت کے ساتھہ
فصاحت اور بلاغت کو ملحوظ رکھکر تلاش کیا جائے تو جہان تک ہمارا خیال
ہے اسی کلام پر اہل فن کی نگاہ پڑیگی۔

ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے ملک کے لکچرار اور واعظ اپنے بیان
کو موثر بنانے مین ہمیشہ اس سے مدد لیتے رہین گے۔ اور مرثیہ خوان مجلس
عزا مین حاضرین کے دلون کو گداز کرنے کے لئے اوسکو ایک یقینی
ذریعہ سمجھکر اپنا حرز جان بنائین گے۔

ہمارا ارادہ ہے کہ مرزا صاحب اور میر صاحب کے سلامون کا بہی
اور اوسی طرح نوحہ جات اور مرثیون کا جداگانہ انتخاب کیا جاوے

انتخاب مراثی کا جو طریقہ ہمارے خیال مین ہے انشا اللہ وہ نہایت
پسندیدہ ہوگا - جس کو ہم بہت تھوڑے عرصہ مین قدردانون کے
سامنے پیش کرنے کا دعوی کرتے ہین -

منیجر عزیزی پریس آگرہ

یکم جنوری سنہ ۱۹۱۲ع

ہر برگ سے قدرتِ احد پیدا ہے
ہر پھول سے صنعتِ صمد پیدا ہے
سینہ میں بشر کا وہ محیطِ زخار
ہر ایک نفس سے جزر و مد پیدا ہے

اے داؤد شہ سے تن کی بس چھوٹی
اب غنیمت سے اپنی صاحبی چھوٹی

اب جو یوں سب کھلا خانہ کا در
خندان جو اجبیں چھوٹی

کانوں میں صدا حرفِ پشیمانی ہے
دیکھا جا بجا آنکھ اٹھا کے حیرانی ہے

شرمندۂ علاجِ دردِ سر صندل
یاں خاک کی صندلِ پیشانی ہے

لادے ایک شیشیوں کا منج ہی ہے
سب جسم بیابان آرام سے گل و بیمنی ہی ہے

دیکھو کوئی نوشیروان سے ہمدوان کی ضیا
اتنی بھی سے زنگ و مرقع ہی ہے

ڈھنگ ہمارے وطن کے کیا اچھے ہیں
رسمیں زبان وطن کی کیا اچھی ہیں
کام سے شغف
پابند ہیں عمل کے شغل
بچے جوان ہیں سب کیا اچھے ہیں

پیدا ہوا ان روح کی جوہر دانی کا ہو
ہر گل و کلام انسانی کا ہو

شبنم ہے جو دریا کی پہنچی تھا
رونا قطرہ کی بے ثباتی کا ہو

جب ان کو فراقِ رخِ روشن ہی نہ ہوگا
شکل نالہ اس انجمن میں نہ ہوگا

بازار نہ ہوگا جنت نو بین کا ناقص
گر دو روزی جو سخن میں ہوگا

خورشید ہم شرف ہے شرف میں ہوگا
جوہر معدن میں در صدف میں ہوگا

مشرق میں کبھی مغرب میں گردش اس کی
جو عاشق حیدر ہے نجف میں ہوگا

کھنچا ہے پھر سے سرکو کمان پھر آج

پہنچا ہے بیکسی کا نوجوان پھر آج

پیری میں ہے یہ آتشِ تقدیر کا ذوق

وصلِ جہان کا استقبال

ہم سے زمین پہ آسمان پھر آج

رستیں ان اینٹ سرتھن ہین ہوگا

وہ روضہ سلطان زمن ہین ہوگا

حسن گلزار کربلا ہین ذوقی ہین

بس کا مزار حجی حسین ہین ہوگا

واعظ تری جو عیب بتیاں ہم اسکا ہون
پیالہ تری جو بدن جام ہم اس کا ہون

پیار تری جو بتیں نگاہ میں
سینہ تری جو بتیں ہم اسکا ہون

پھیں سے عشق الام اسکا ہون
فقیر کا جو ہوا تری

رعب شہ و پیادے سے ٹھہرتے ہیں
سب جوازِ غلامانہ بجا لاتے ہیں
آداب [illegible] جانتے ہیں
آتے ہیں تو جھک جھک کے [illegible] لاتے ہیں

شاہان جہاں ہیں گدائے حیدر
بزرگ مہر در بست ثنائے حیدر
یعقوب و خلیل و شیث و آدم و نوح
سب بیکس ہیں کام آئے حیدر

خاموشی میں یاں لذتِ گویائی ہے
آنکھیں جو ہیں بند عین بینائی ہے

نہ دوست کا جھگڑا نہ دشمن کا فساد
اقلیم عجب گوشۂ تنہائی ہے

ہشیار کہ وقت سازِ نیرنگ آیا ہے
ہنگامِ سخن ریزیٔ نیرنگ آیا ہے

محتاجِ عصا ہوتے پیری نے کہا
چلیے اب چوبدارِ مرگ آیا ہے

یہ نہیں پھر سے شکن آلودگی کی

ہو گیا اس کاروان میں داخلہ

یہی تو قاطع سے ابتدا نہیں

[illegible]

قطرے میں ہے جب جھلک وہ دریا ہے علی
پنہاں ہے کبھی تو گاہ بشر ہے علی
ہوتا ہے گماں خدا کا جس پر ہر بار
اللہ اللہ ایسا بشر ہے علی

بسکہ پیدا انجمنِ آزادی

بپا کی مصطفیٰ کمال پاشا و

آ کلا مانی

زبس جلال آ نامِ ... زیبا

اضام کو ا

اب وقت سرور و فرحت اندوزی ہے
ہر دل مصروف جشن نوروزی ہے

ہاں آج سے دور شاہی شاہ نجف
پھر رنگ بہار فتح و فیروزی ہے

با غنچه سے شاخ گل سی کیوان بزمین
با او از لطافت شمشاد پیوند

بادہ دراز ساطر نشین خاطر نازنین
با آن چه طلوع تجلی سحر

عرفان تصدیق نبی سے ہوا

ایمان تو نبی سے ہوا

دوزخ تو عداوت علی کا بدلا

فردوس ابد الفت نبی سے ہوا

روتی ہے عیاں ہیں مرجاویں
کب سب کہ مر سنو جاویں

جب وقت کہیں منتہی سی اشتیاق تھا
جان بر ہی صرا کی گذر جاویں

پیارا کرشن طلب کرتا تھا

اپنی اپنی غرض کا سب کرتا تھا

۲

مطلوب بلال ابن ابی طالب

جب شاہ عرب طلب کرتا تھا

دو تین ہیں وہ دو بیکار سے ہیں
کیا صبر آئمہ دو سے ہیں

اٹھارہ برس بالائی جب سے ہیں
اس پیکر امت پہ قرار سے ہیں

جب باغ حسین ذوی الاکرام ہوا
ہر گل کو ستم سے این آرام ہوا

ارنی تھی شہید کے تن بیسر سے صدا
بخشش اسی کا سرانجام ہوا

چھپا ہو تماشہ کی طرح سے کرتا ہوں میں
وقت اب زندگی آ کہ ترا ہوں میں

اٹھے آگ کی یوں کہ میری
اے دم [illegible] اسرار سے جاتا ہوں میں

ماں باپ کی سودائے تشفی تیری
افزوں ہے تری غضب سے آرامستی تیری

جنت انعام آرام کہ دو رنج میں جاں
دوزخ ہے تری ایک عدالت تیری

فرصت کوئی دن کا عیش زائل ہی سہی
پیکاں سے الم راحت تنگی دل ہی سہی
ہم کو ہے پسند سوز دل ذوق بتی
جنت نہیں اقلیم کوں سے باطل ہی سہی

او زمیں پہ بیٹھے جب سب تماشائی
آ اٹھ کے غزا دارا سب تماشائی

جیسے کہ جی بنا بیں مجالس بن آج سب دو
اب باہ صفر کا جی سنو سب تماشائی

جب خاتمۂ شاہ خوش اقبال کیا
اعدا نے شہیدوں کا عجب حال کیا
گھوڑے دوڑا کے چاند سے سینوں پر
سم نے کس طرح گلوں کو پامال کیا

بست دیکھا ماہ محرم ہوی آج
جس چشم کو دیکھا ہون پرنم ہوی آج
عاشور سے پیدا نہ ہوی لاشہ جس کا
اس بیکفن و گور کا ماتم ہوی آج

بنہ ہم آگے جہاں عجب بلا کے ہیں دیکھ آج

سب او رو رہے ہیں دنیا میں جو تیری ہجر میں آج

چاہیے نہیں کسی گر انداز لاش شب کا

اس شب میں ونظام کا دیکھیے آج

اے یارو ہجوم کا تیسین آیا
لپٹو ہم شاہ مدین آیا
کیا پوچھتے ہو سر پہ خاک اڑا دو لوگو
احمد کا بتا ہی میں سفین آیا

رحمت کا تری امیدوار آیا ہوں

منہ ڈھانپے کفن میں شرمسار آیا ہوں

آنے نہ دیا بار گنہ نے پیدل

تابوت میں کاندھے پہ سوار آیا ہوں

جارو ضمیریں یار اب ہو جاتا ہی
وہ اوج میں الاپ اب ہو جاتا ہی

جلباب جیب سرتی ب حلیہ بیچ آتا ہی
وہ صبح کو آفتاب ہو جاتا ہی

بجز شیشے کے کہاں جاتا ہے
روشنی دیدۂ بینا ان جاتا ہے

نغمہ ہی کی جانب آکے تو چلا جاتا ہے
پھر شمع جلانے کو وہاں جاتا ہے

مداح اب میر ابن امیر آتا ہے
دربار میں شاہوں کے فقیر آتا ہے
مشتاق سخن خلق چلی آتی ہے

جب دل میں محبت دلی پیدا ہو
سایہ نور ازلی پیدا ہو

بہتے قلم سے معنی بیت اے اکبر
مضمون نئے روشن بجلی پیدا ہو

بن بن کے ہزار بار آئی دنیا
پر چشم علی مین نہ سمائی دنیا
جس طرح گرایا تھا در خیبر کو
نظرون سے اوسی طرح گرائی دنیا

چاہین چو علی یاس کو اسپیسرین

درسے کہ بیابستی چاو بیبیرین

غضم

نرسے کو فکن دلان کو عوتین

باسے کو قوفوفنو ستیسے سین

زینب نے کہا قصہ سے کیا ہوتا ہے

اس وقت جو نیل ران میں بیان سوا ہوتا ہے

وہ دل کہ بین دیکھ کے آزمی ہوا ان ہی

تن سے سر شبیر جدا ہوتا ہے

رباعی بے نقط

اعدا کو اودھر حرام کا کال ہوا
حر کو اسد اللہ کا ادھر لال ہوا
واللہ کہ وہ سر عالم ہوا حر
علم ہوا معصوم کا رومال ہوا

جاپین جو علی گڑھ کا سلطان ہوجائے
پیچھیں سے صحرا گلستان ہوجائے

بیچارے غنیمت سمجھیں قادیین
سر سجدہ کو جاپین تو سلیمان ہوجائے

اقلیم ہوا اس بچھوڑی سے ٹوٹا
اور رشتۂ صبر سنگِ غم سے ٹوٹا

پھر ماہِ رجب وہ ہی کہ جس میں شش سے
نانا کی لحد چھٹی مدینہ چھوٹا

عیاں ہے عین عبادت کا سرانجام ہوا
کہ جب لحد سے اٹھا یہ سلام ہوا
الہو والہم سے آرائش بنیدہ
کہ ساتھ اور اپنا سلیس جس پر ہے بکلی ہوا
صحبت حسن سے آئینہ خوب بکلی ہوا

سید خوب

دل چھوڑ کے جوان سے روٹھا ہوا جاتا ہے
بے روئے نہیں ہم سے رہا جاتا ہے

پھر دور وہ ہیں کہ گلاں جاں بلب
بیکس کا قافلہ چلا جاتا ہے

بیچ بیچ کا ناتاں ہے سجن
معشوق ان سے کیا پیدا روان سجن

یا صاحب ذوالفقار زنیاں سے اوٹھا
دلدار رسول حق کا قاسم سجن

قالب ہے تن کا اگر جان نہیں

جب تک نہیں عقل وہ انسان نہیں

بیکار تری نماز روزہ و صوم و صلوٰۃ

جب دل میں نہیں تو ایمان نہیں

دربارِ جنابِ مصطفیٰ کو دیکھے
ان آنکھوں سے شانِ کبریا کو دیکھا
فردوس میں بھی نظر نہ آئیں ایسی
جنت کی بہار کربلا میں دیکھی

پھواڑے بھیجے نینن سے
کواڑ جاں سے تیس تینن سے
اس چھپیں کے آئے نیپن لصوبا پٹاؤ
جیتے نینن آبرو نینن سے

حاصل جہاں میں نیکنامی سے مجھے

تشنیع کی ہوئی بدنامی سے مجھے

آتا ہے کیا آزادی ہی سے

ڈر کا ہے قیدِ غلامی سے مجھے

رہی ہیں گلا علی کی جانی کا ہے
ابتک نہیں طور پیچہ رہائی کا ہے

حالت سے بیٹھا ہی تھی کہ دور جم گرا اب
چشم زدیک میں سب جانی کا ہے

کبھی تھی سکینہ قیس بیاباں دیکھا
بیمار صغرا کا ہے غم لاشہ دیکھا

زندان میں پھنسی اور طمانچے کھائے
اس تین برس کے سن میں کیا کیا دیکھا

پایہ علم عالی جوش ذات ہوں میں
مانند جرس فغاں میں اوقات ہوں میں
جو پوچھتا تھا راہ میں بجائے نام
کہتا تھا کہ سارباں سادات ہوں میں

کہا بانوئے کہ اکبر دوران اصغر نشاں از من نیست
پکاری بیٹی سکینہ بابا مرا قرآن از من نیست

پکاری سکینہ کہ ناگہ خنجر کا قاتل ستم
کہا بیٹی نے کہ بابا سرا عزیزاں از من نیست

یاد تری سب کو ہے جب جب زینب
تیرے کیا سب ہم سے چھپی زینب

پیاری چھوٹی بہن اپنی کہہ کر آتے آتے
دو بار کہا ناز سے زینب زینب

نہ تھے عباس سا عمو زندہ رہا
سکینہ کا ساتھ دل بابا زندہ رہا

سیاں تک ستی باپ قرآن بیچ
اوس ہاتھ سے کیا جا بابا زندہ رہا

بندوں پہ کرم حضرت باری کا ہے
مقدور کسے شکر گزاری کا ہے
دی ہے جو خدا نے سرفرازی مجھکو
ثمرہ یہ نہال خاکساری کا ہے

اس نظم کو دعوی ہی کہ جنت مین ہون
آسفینے مین روان کہ بحر رحمت مین ہون

کہتا ہی یہ صدق دل سے مرہم داغ حسین
گنجینۂ مغفرت کی قیمت مین ہون

دل خون ہوا حسین ترے غم میں ہائے

یہ جان فدا حسین ترے غم میں ہائے

ہامر کن زبان سے نہ کہیں پھر اور

سجا پیا حسین ترے غم میں ہائے

سالِ ہنود میں کیا جانیے کیا ہوتا ہے
اے اہلِ غم آنکھ کو آزار دیا ہے

رلواتے زندان ہیں
یا رب یہ ایمان بنیں کس کو روز زبان ہیں
بچے اور آن کو جو چشم کے سوتا ہے

جب تشنہ دہن امام دین کو مارا
غل تھا کہ شہ عرش نشین کو مارا
پیکاں کا نوحہ تھا ستمگاروں میں
شہزادۂ جبریل امین کو مارا

رواں نہ زباں تیکوں سے لبوں پہ نہ یات
سونہ پہ کرم سے ہی یہ ندو یانہ بات

کیا جلد یہ ہوا ماہ محرم آیا
جی ہو سے حسین کو ندو یانہ بات

جس سنگ کو چاہین وہ بناوین پارس
جس خاک کو چاہین اوسی اکسیر کرین

نظامِ شاہی بے سر و ساماں ہوگا

پیشہ وران کا یوں کسی بے سر و ساماں ہوگا

پاسے اب کر اپنی جبین

بدن کا بیگی بانی گر نہ پریشاں ہوگا

حر جبکہ فدائے شہ ذیجاہ ہوا
اک غلغلۂ جزاک اللہ ہوا
جنت میں نہ کس طرح پہونچتا وہ جری
پیغمبر سا جب خضر راہ ہوا

عزت اپنی یار روا شنا کیتے
بجیب بنیون شاہ و گدا کیتے

پھیاون طلبیں نوراہ نوالائیں طلبیں
پھیا پھب او کھیں نوں اکتے